النور

مئی ۲۰۰۳ء خلافت نمبر

یٰۤاَیَّتُھَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ
ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً
فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ
وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفتہ المسیح الرابع رحمت اللہ علیہ
۱۹۲۸.....۲۰۰۳

PERIODICALS POSTAGE PAID AT
CHAUNCEY, OHIO 45719
POSTMASTER:
Send Address Changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P.O. Box 226
Chauncey, OH 45719

ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں پائیں تو کہاں پائیں

سلطانِ بیاں تیرا انداز خطیبانہ

دن ڈھل گیا تو درد نصیبوں کا قافلہ

کاندھوں پہ آفتاب اُٹھائے ہوئے چلا
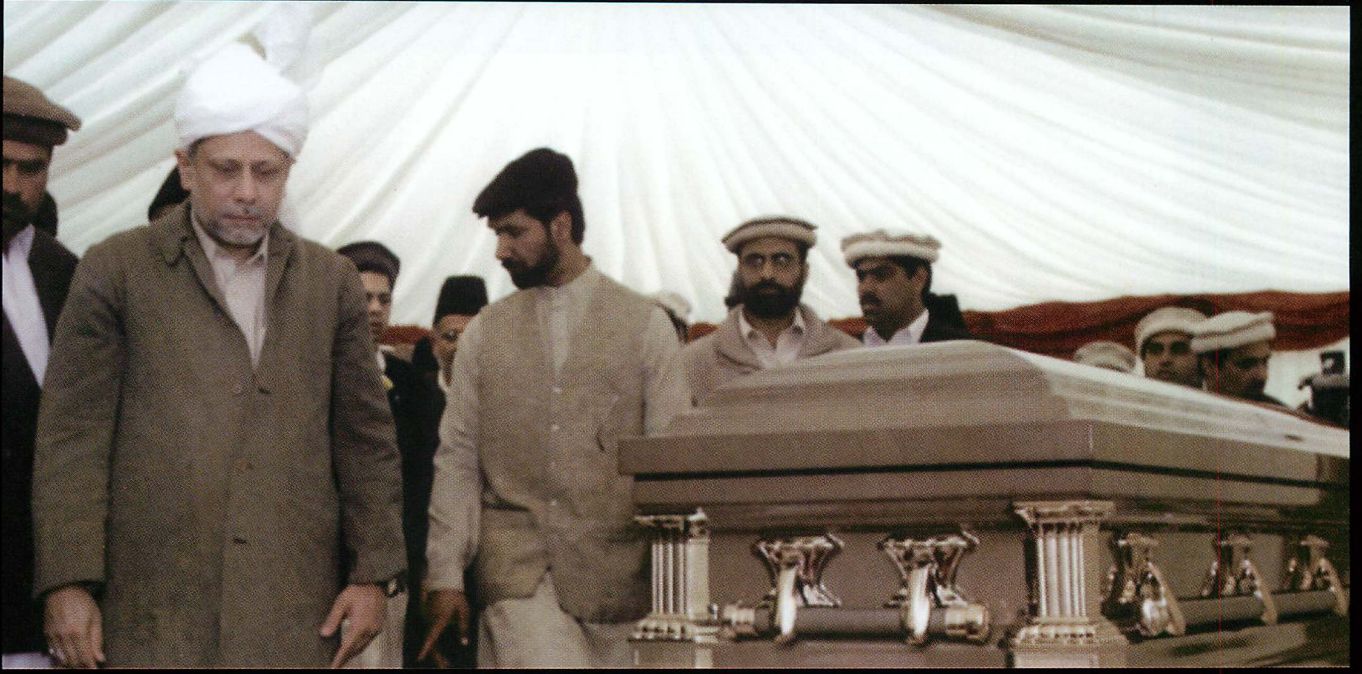
اندر بھی زمیں کے روشنی ہو
مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے
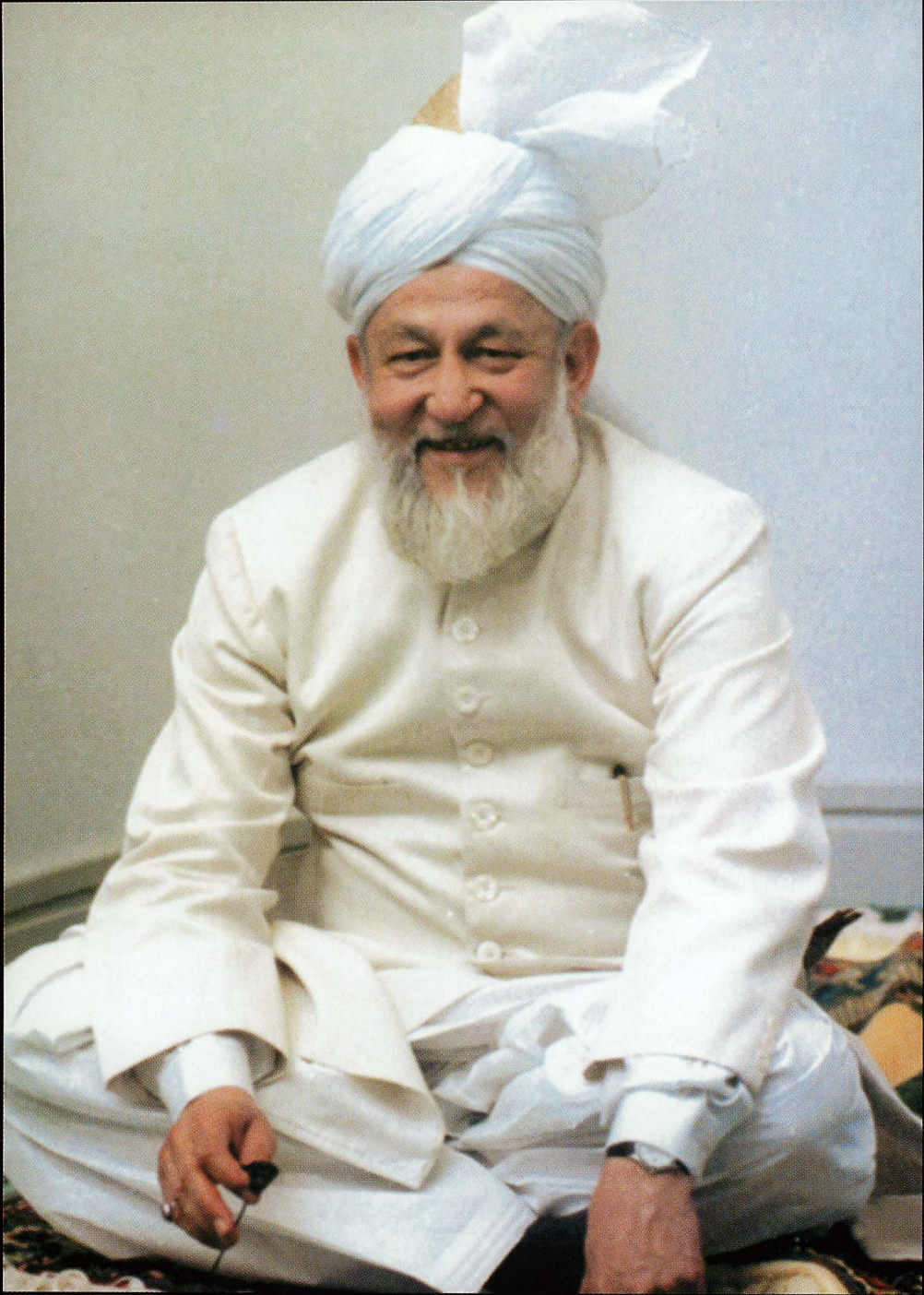
آنکھ سے دور سہی دل سے کہاں جائے گا

جانے والے تو ہمیں یاد بہت آئے گا

یُخْرِجُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (القرآن ۶۵:۱۲)

النــــــور

مئی ۲۰۰۳ء

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیتی اور ادبی مجلّہ

نگران اعلیٰ : ڈاکٹر احسان اللہ ظفر، امیر جماعت احمدیہ یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ : مختار احمد چیمہ

مدیران : ناصر احمد جمیل۔عمران حیّ

معاونین : مظہر منصور، محبوب ہمایوں، نجمہ کھوکھر

تصاویر : کلیم بھٹی

پرنٹرز : فضلِ عمر پریس اتھنز اوہائیو۔یو۔ایس۔اے

لکھنے کا پتہ :
Editors An-Noor,
Masjid Baitur Rehman,
15000 Good Hope Road,
Silver Spring, MD 20905

فہرست مضامین

درس القران

خلافت اللہ تعالیٰ کا ایک بھاری انعام ہے

اس نعمت کی ناشکری کرنے والے فاسق ہو جائیں گے

وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذی من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم و لیبد لنھم من بعد خوفھم امناء یعبدو ننی لا یشرکون بی شیئاء و من کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون۔

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اُس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

تفسیر: اس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے اور ان سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کے لئے مناسب کوشش اور جدوجہد بھی کرتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالی نے خلافت قائم کی ہے اسی طرح ان کے اندر بھی خدا تعالی خلافت کو قائم کردے گا۔اور خلافت کے ذریعہ سے ان کو ان کے دین پر قائم فرمائے گا۔جو خدا تعالی نے ان کے لئے پسند کیا ہے اور اس دین کی جڑیں مضبوط کردے گا۔اور خوف کے بعد امن کی حالت ان پر لے آئے گا۔جس کے نتیجہ میں وہ خدائے واحد کے پرستار بنے رہیں گے اور شرک نہیں کریں گے۔

یہ آیت جو آیت استخلاف کہلاتی ہے۔اس میں مندرجہ ذیل امور بیان کئے گئے ہیں۔

اوّل: ۔جس انعام کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ ایک وعدہ ہے۔

دوّم:۔ یہ وعدہ امت سے ہے۔ جب تک وہ ایمان اور عمل صالح پر کاربند رہے۔

سوّم:۔ اس وعدہ کی غرض یہ ہے کہ

ا:۔ مسلمان بھی وہ انعام پائیں جو پہلی امتوں نے پائے تھے۔ کیونکہ فرماتا ہے لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم

۲: اس وعدہ کی غرض تمکین دین ہے۔

۳:۔ اس کی تیسری غرض مسلمانوں کے خوف کو امن میں بدل دینا ہے۔

۴:۔ اس کی چوتھی غرض شرک کا دور کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قیام ہے۔

۵:۔ اس آیت کے آخر میں **ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم امنا الفسقون** کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اس کے وعدہ ہونے پر زور دیا ہے، اور **ولئن کفر تم ان عذابی لشدید** (ابراھیم) کے وعید کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں۔ اگر تم نے ان کی ناقدری کرو گے تو ہم تمھیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ بھاری انعام ہے اس لیے یادرکھو جو اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔ اس آیت میں خلفاء کی علامات بھی بتائی گئی ہیں۔ جن سے سچے اور جھوٹے میں فرق کیا جا سکتا ہے اور ہو یہ ہیں۔

اوّل:۔ خلیفہ خدا بنا تا ہے۔ یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا۔ نہ وہ خود خواہش کرتا ہے۔ نہ کسی منصوبے کے ذریعے وہ خلیفہ ہوتا ہے، بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں وہ خلیفہ بنتا ہے جبکہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے چنانچہ یہ الفاظ کہ: **وعد اللہ الذین امنو منکم و عملو الصلحت** خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بنا تا ہے۔ کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا ہے۔ نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اسے پورا کوئی اور کرے۔ پس اس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ سچے خلفاء کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ نہیں بن سکتا اور نہ کسی منصوبہ کے ماتحت خلیفہ بن سکتا ہے۔ خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا بنانا چاہیگا۔ بلکہ بسا اوقات وہ ایسے میں خلیفہ ہوگا جبکہ دنیا اس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہوگی۔

دوسری علامت:۔ اللہ تعالیٰ نے سچے خلیفہ کی یہ بتائی ہے کہ وہ اس کی مدد انبیاء کے مشابہ کرتا ہے کیونکہ فرماتا ہے **کما استخلف الذین من قبلھم** کہ یہ خلفاء ہماری نصرت کے ایسے مستحق ہونگے جیسے پہلے خلفاء۔

پس اس سے یہ استنباط ہوا کہ پہلی خلافتوں والی برکات مسلمانوں کو بھی ملیں گی۔ انبیاء سابقین سے اللہ تعالیٰ نے جو سلوک کیا وہی سلوک امت محمدیہ کے خلفاء کے ساتھ بھی کرے گا۔

تیسری:۔ بات اس آیت سے یہ نکلتی ہے کہ یہ وعدہ امت سے اس وقت کیلئے ہے جب تک کہ امت مومن اور عمل صالح کرنے والی رہے۔ جب وہ مومن اور عمل صالح کرنے والی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس وعدہ کو واپس لے لے گا۔۔۔ گویا نبوت اور خلافت میں عظیم الشان فرق بتایا کہ نبوت تو اس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر جاتی ہے۔ لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں۔ ضلالت اور گمراہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت لوگوں کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بھیجتا ہے۔۔ لیکن خلافت اس وقت آتی ہے جب قوم میں اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوتی ہے اور خلیفہ لوگوں کو عقائد میں مضبوط کرنے کیلئے نہیں آتا بلکہ تنظیم کو مکمل کرنے کیلئے آتا ہے۔۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت اسی وقت شروع ہوتی ہے جب نبوت ختم ہوتی ہے۔

چوتھی علامت:۔ خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ ان کے دینی احکام اور خیالات کو اللہ تعالیٰ دنیا میں پھیلائے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ **ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم** کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین کو تمکین دے گا۔ اور باوجود مخالف حالات کے اسے دنیا میں قائم کرے گا۔ یہ ایک زبردست ثبوت خلافت حقہ کی تائید میں ہے اور جب اس پر غور کیا جاتا ہے تو خلفاء کی صداقت پر خدا تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا نشان نظر آتا ہے۔

پانچویں علامت:۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ **ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا** یعنی جب بھی قومی طور پر اسلامی خلافت کیلئے کوئی خوف پیدا ہوگا اور لوگوں کے دلوں میں نور ایمانی باقی ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس خوف کے بعد ضرور ایسے سامان پیدا کرگا۔ جس سے مسلمانوں کا خوف امن سے بدل جائے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب افراتفری کی حالت طاری ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے بڑے گروہ کو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر اکھٹا کر دیا۔

☆☆☆☆☆

درس الحدیث

اسلام میں اطاعت کا بلند معیار

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَلَوْ كَرِهَ اِلَّا اَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَاِنْ اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَ لَا طَاعَةَ۔

(بخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر مسلمان پر اپنے افسروں کی ہر بات سننا اور ماننا فرض ہے خواہ اسے ان کا کوئی حکم اچھا لگے یا برا لگے۔ سوائے اس کے کہ وہ کسی ایسی بات کا حکم دیں جس میں خدا اور رسول کے کسی حکم کی (یا کسی بالا افسر کے حکم کی) نافرمانی لازم آتی ہو۔ اگر وہ ایسی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر اس میں ان کی اطاعت فرض نہیں۔

تشریح: یہ حدیث اسلامی معیار اطاعت کا بنیادی اصول پیش کرتی ہے۔ اسلام ایک انتہاء درجہ کا نظم وضبط والا مذہب ہے۔ وہ کسی شخص کو اپنے حلقہ میں جبراً داخل کرنے کا مؤید نہیں اور صاف اعلان کرتا ہے کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں) لیکن جب کوئی شخص خوشی اور شرح صدر کے ساتھ اسلام قبول کرتا ہے تو پھر اسلام اس سے اس نظم وضبط کی توقع رکھتا ہے جو ایک منظم قوم کے شایان شان ہے۔ وہ اپنے ہر فرد کو کامل اطاعت کا نمونہ بنانا چاہتا ہے اور افسروں کے حکموں پر حیل وحجت کی اجازت نہیں دیتا کہ جو حکم پسند ہو وہ مان لیا اور جو ناپسند ہو اس کا انکار کر دیا "سنو اور مانو" اسلام کا ازلی نعرہ رہا ہے۔ مسلمان کے اس ضابطہ اطاعت میں صرف ایک ہی استثناء ہے اور وہ یہ کہ اسے کسی ایسی بات کا حکم دیا جائے جو صریح طور پر خدا اور اس کے رسول یا کسی بالا افسر کے حکم کے خلاف ہو۔ اس کے علاوہ ہر حکم میں خواہ وہ کچھ ہو اور کیسے ہی حالات میں دیا جائے "سنو اور مانو" کا اٹل قانون چلتا ہے۔

اور یہ جو اس حدیث میں اَلطَّاعَةُ (یعنی مانو) کے لفظ کے ساتھ اَلسَّمْعُ (یعنی سنو) کے لفظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں اس لطیف حکمت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ایک مسلمان کا کام صرف منفی قسم کی اطاعت نہیں ہے کہ جو حکم اسے پہنچ جائے وہ اسے مان لے اور بس بلکہ اسے مثبت قسم کی شوق آمیز اطاعت کا نمونہ دکھانا چاہئے۔ اور گویا اپنے افسروں کی طرف کان لگائے رکھنا چاہئے کہ کب ان کے منہ سے کوئی بات نکلے اور کب میں اسے مانوں۔ ورنہ محض اطاعت کے لئے اَلطَّاعَةُ (یعنی مانو) کا لفظ بولنا کافی تھا اور اَلسَّمْعُ (یعنی سنو) کا لفظ زیادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس لفظ کا زیادہ کرنا یقیناً اسی غرض سے ہے کہ تارسمی اطاعت کی بجائے شوق آمیز اطاعت کا معیار قائم کیا جائے۔ پس اسلامی ضابطہ اطاعت کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

(۱) ہر امر میں اپنے افسر کے حکم کی اطاعت کرو خواہ اس کا کوئی حکم تمہیں پسند ہو یا ناپسند ہو۔

(۲) اپنے افسر کی طرف شوق کے ساتھ کان لگائے رکھو تا کہ اس کا کوئی حکم تمہاری تعمیل سے باہر نہ رہ جائے۔

(۳) لیکن اگر تمہارا افسر کسی ایسی بات کا حکم دے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول یا کسی بالا افسر کے حکم کے صریح خلاف ہے تو پھر جہاں تک اس حکم کا تعلق ہے اس کی اطاعت نہ کرو۔

(ماخوذ از چالیس جواہر پارے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

☆☆☆☆☆☆

امام الکلام

اس زمانے کا حصن حصین میں ہوں

میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی۔ اپنا آرام۔ اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے۔ اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کیلئے معیّن طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے، کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانے کا حصن حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے۔ وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہو۔ ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے۔ اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اس میں کبھی آگ نہیں تھی۔ تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اس میں سکونت کرتی ہے اور ایک تجلی خاص کے ساتھ رب العالمین کا استویٰ اس کے دل پر ہوتا ہے۔ تب پرانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اس کو عطا کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اس کو مل جاتا ہے۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

کلام الامام

بیعت بک جانے کا نام ہے

بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے

سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منصب امامت پر فائز ہونے کے بعد فرمایا:۔

''میری پچھلی زندگی پر غور کرلو میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنی تئیں سبکدوش خیال کیا تھا میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہش مند نہیں میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہش مند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا میں نے اسی فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں (یعنی صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب۔ نواب محمد علی خاں صاحب ناقل) اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں اور اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں کسی کی بیعت کرلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں خود ضعیف ہوں بیمار رہتا ہوں۔ پھر طبیعت مناسب نہیں اتنا بڑا کام آسان نہیں..... پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کرلو میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور میرا سارا مال انہیں سے وابستہ ہوگیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔''

اس خطاب کے آخر میں ارشاد فرمایا۔

''اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو طوعاً وکرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور موجود ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن سیکھنے اور (تزکیہ اموال) کا انتظام کرنے واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات۔ دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں۔ جس نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ۔ یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔''

(بحوالہ تاریخ احمدیت۔ جلد چہارم صفحہ 195-195)

☆☆☆☆☆

تبرکات

خلافت کا نظام مذہب کا دائمی نظام ہے اور خدا تعالیٰ کی ازلی تقدیر کا ایک زبردست کرشمہ

رقم فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بطور اصول کے ارشاد فرماتا ہے کہ دنیا میں دو طرح کی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ایک وہ جن کا وجود محض عارضی اور وقتی حالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور ان میں بنی نوع انسان کے کسی حصہ کے لئے کوئی حقیقی فائدہ مقصود نہیں ہوتا اور دوسری وہ نظام عالم کا حصہ ہوتی ہیں اور لوگوں کے لئے ان میں کوئی نہ کوئی نہ فائدہ کا پہلو مقصود ہوتا ہے۔ مقدم الذکر چیزیں دنیا میں جھاگ کی طرح اٹھتی اور جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہیں۔ مگر موخر الذکر چیزیں جم کر زندگی گزارتی ہیں اور انہیں دنیا میں قرار حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اما الزبد فیذهب جفاء واما ینفع الناس فیمکث فی الارض (سورۃ: رعد) یعنی جھاگ کی قسم کی چیز تو آناً فاناً گزر کر ختم ہو جاتی ہیں مگر نفع دینے والی چیز جم کر زندگی گزارتی ہے اور دنیا میں قرار حاصل کرتی ہے۔ اس اصل کے ماتحت ہم صحیفہ قدرت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ لطیف منظر نظر آتا ہے کہ جو چیزیں بھی دنیا کے لئے کسی نہ کسی جہت سے مفید ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے قائم رہنے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ جانوروں اور حقیر سے حقیر جڑی بوٹیوں بقائے نسل کا انتظام بھی موجود ہے اور قدرت کا مخفی مگر زبردست ہاتھ انہیں مٹنے اور ناپید ہو جانے سے بچائے ہوئے ہے اور صحیفہ عالم کے زیادہ گہرے مطالعہ سے یہ بات بھی مخفی نہیں رہ سکتی کہ جتنی کوئی چیز بنی نوع انسان کے لئے زیادہ مفید ہوتی ہے اتنا ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت کا انتظام زیادہ پختہ اور زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ بھی اسی اصل کے ماتحت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (سورۃ حج) یعنی چونکہ قرآنی الہام ایک ہمیشہ کی یادگار قرار دیا گیا ہے اور خدا کا یہ منشاء ہے کہ اب وہ قیامت تک لوگوں کے بیدار کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے خدا خود اس کا محافظ ہوگا اور ہمیشہ ایسے سامان پیدا کرتا رہے گا جو اسے ظاہری اور معنوی ہر دو لحاظ سے محفوظ رکھیں گے۔ گویا قرآنی حفاظت کی وجہ ذکر کے چھوٹے سے لفظ میں مرکوز کر دی گئی ہے۔

یہی حال نبوت کا ہے جب اللہ تعالیٰ دنیا کو کسی عظیم الشان فتنہ وفساد میں مبتلا دیکھ کر اس کی اصلاح کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کسی شخص کو اپنی طرف سے رسول یا نبی بنا کر مبعوث کرتا ہے مگر نبی بہرحال ایک انسان رہتا ہے اور لوازمات بشری کے ماتحت اس کی زندگی چند گنتی کے سالوں سے زیادہ وفا کیش کر سکتی ہے۔ اس صورت میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نبی کے مشن کو کامیاب بنانے اور انتہاء تک پہنچانے کے لئے اس کی وفات کے بعد بھی کوئی ایسا انتظام کرے جس کے ذریعہ نبی کا بویا ہوا بیج اپنے کمال کو پہنچ سکے اور وہ اصلاح جو اللہ تعالیٰ نبی کی بعثت سے پیدا کرنا

چاہتا ہے دنیا میں قائم ہوا ور راسخ ہو جائے۔ یہ خدائی نظام جسے گویا نبوت کا تتمہ کہنا چاہئے خلافت کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ ہر عظیم الشان نبی کے بعد اس کے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے خلفاء کا سلسلہ قائم فرماتا ہے اور یہ خلفاء بالعموم نبی یا مامور نہیں ہوتے مگر نبی کے تربیت یافتہ اور اس کے خداداد مشن کو سمجھنے والے اور اسے چلانے کی اہلیت رکھنے والے ہوتے ہیں اور گو وہ خدا کی وحی کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے مگر خدا تعالیٰ اپنی تقدیر خاص کے ماتحت ایسا تصرف فرماتا ہے کہ نبی کے گزر جانے کے بعد وہی لوگ مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہیں جنہیں خدا اس کام کے لئے پسند فرماتا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی مخفی تاریں مومنوں کے قلوب پر متصرف ہو کر انہیں خود بخود خلاف کے اصل شخص کی طرف پھیر دیتی ہیں۔ اس لئے باوجود اس کے کہ ایک غیر مامور خلیفہ خدا بناتا ہے۔ بظاہر یہ ایک متضاد سی بات نظر آتی ہے کہ ایسا شخص جو لوگوں کی کثرت رائے یا اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہوا اس کے تقرر یا انتخاب کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے مگر حق یہی ہے کہ باوجود ظاہری انتخاب کے ہر سچے خلیفہ کے انتخاب میں دراصل خدا کا مخفی ہاتھ کام کرتا ہے اور صرف وہی شخص خلیفہ بنتا ہے اور بن سکتا ہے جسے خدا کی ازلی تقدیر اس کام کے لئے پسند کرتی ہے اور اس کے سوا کسی کی مجال نہیں کہ مسند خلافت پر قدم رکھنے کی جرأت کر سکے۔ یہی گہری صداقت آنحضرت ﷺ کے اس قول میں مخفی ہے جو آپ ؐ نے وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرمایا۔ آپ ؐ فرماتے ہیں:۔

”اردت ان ارسل الی ابی بکر حتی اکتب کتابا فاعهد ان یتمنی المتمنون و یقول قائل ان اولی ثم قلت یابی الله ویدفع المومنون اویدفع الله ویابی المومنون۔
(بخاری کتاب الاحکام)

یعنی میں ابوبکرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر پھر میں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے خدا ابوبکرؓ کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدائی مشیئت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہو سکے گی۔“

اللہ! اللہ! اس چھوٹے سے فقرہ میں نظام خلافت کا کتنا وسیع مضمون ودیعت کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بے شک میرے بعد بظاہر مسلمانوں کی کثرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کرے گی مگر دراصل اس رائے کے پیچھے خدائے قدیر کی ازلی تقدیر کام کر رہی ہوگی اور وہی ہوگا جو خدا کا منشاء ہوگا اور اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور باوجود اس کے کہ اندرونی طور پر انصار نے اپنے میں سے کسی اور شخص کو کھڑا کرنا چاہا اور بیرونی طور پر عرب کے بدوی قبائل نے باغی ہو کر خلافت کے نظام کو ہی ملیامیٹ کر دینے کی تدبیر کی۔ مگر چونکہ ابوبکرؓ خدا کا مقررہ کردہ خلیفہ تھا اس لئے اس کے اتباع کی قلت اس کے مخالفین کی کثرت کو اس طرح کھا گئی جس طرح سمندر کا پانی اپنے اوپر کی جھاگ کو کھا جاتا ہے۔

پھر جو الفاظ آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے فرمائے کہ:۔

”خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اسے نہ اتارنا“ (ترمذی)

وہ بھی اسی قدیم سنت الٰہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دراصل خلیفہ خدا بناتا ہے اور انتخاب کرنے والے لوگ صرف ایک پردہ کا کام دیتے ہیں اور ایک آلہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جسے خدا اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ ان الفاظ پر غور کرو کہ وہ کیسے پیارے اور کیسے دانائی سے معمور ہیں۔ آنحضرت ﷺ خلیفہ بنانے کے فعل کو خدا کی طرف منسوب فرماتے ہیں اور خلافت سے معزول کرنے کی کوشش کو لوگوں کی طرف نسبت دیتے ہیں۔ گویا جو صورت بظاہر نظر آتی ہے اس کے بالکل برعکس ارشاد فرماتے ہیں۔ خلافت کے انتخاب میں بظاہر نظر آنے والی صورت یہ ہے کہ لوگ خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں اور خدا بظاہر لاتعلق ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے آنحضرت ﷺ ارشاد یہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ بناتا خدا ہے ہاں مفسد لوگ بعض اوقات خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کو معزول کرنے کی کوشش ضرور کیا کرتے ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان نکتہ ہے جسے سمجھنے کے بعد کوئی شخص خدا کے فضل سے مسئلہ خلافت کے تعلق میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ لیکن چونکہ دنیا کا ہر نظام وقتی ہے اور عموماً دوروں میں تقسیم شدہ ہوتا ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ہوشیار اور چوکس رکھنے کے لئے یہ انکشاف بھی فرمادیا کہ میرے بعد مستقل طور پر خلافت حقہ کا دور صرف تیس سال تک چلے گا جس کے بعد غاصب لوگ ملوکیت کا رنگ اختیار کر لیں گے اور اس کے حسب حالات اور ضرورت زمانہ روحانی خلافت کے دور آتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ بالآخر مسیح و مہدی کے نزول کے بعد پھر

منہاج نبوت پر ظاہری خلافت کی صورت قائم ہو جائے گی۔

(مسند احمد جلد 5 عن ابی عبدالرحمٰن سفینہ ومشکوٰۃ باب الانذار)

چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کا حصہ اور تتمہ ہے اور نبوت کی خدمت اور تکمیل کے لئے قائم کیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن شریف کی آیت استخلاف میں ایسی علامات مقرر فرما دی ہیں جو سچی خلافت کو جھوٹی خلافت سے روز روشن کی طرح ممتاز کر دیتی ہیں۔فرمایا ہے:۔

"وعداللّٰہ الذین امنوا امنکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون.

(سورۃ نور)

یعنی خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ عمل صالح بجا لانے والے مومنوں میں سے ملک میں خلفاء مقرر کرے گا (یہ مطلب نہیں کہ جو مومن بھی عمل صالح کرنے والا ہوگا وہ ضرور خلیفہ بنے گا بلکہ اس میں اشارہ یہ ہے کہ جو جو خلفیہ ہوگا وہ ضرور مومن اور عمل صالح بجا لانے والا ہوگا) یہ خلفاء اسی سنت کے مطابق مقرر کئے جائیں گے جس طرح پہلی امتوں میں مقرر کئے گئے اور خدا تعالیٰ اس دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند فرماتا ہے جو ان کے ذریعہ دنیا میں مضبوطی سے قائم فرمادے گا اور (چونکہ ہر تغیر کے وقت ایک خوف کی حالت پیدا کرتی ہے) اللہ تعالیٰ ان کی خوف کی حالت کو اپنے فضل سے امن میں بدل دے گا۔ یہ لوگ میرے سچے پرستار ہوں گے اور میرے سوا کسی معبود کے سامنے (خواہ وہ مخفی ہو یا ظاہر) گردن نہیں جھکائیں گے اور جو شخص ایسی نصرت و تائید کو دیکھتے ہوئے بھی اس نظام خلافت سے سرکشی اختیار کرے گا وہ یقیناً خدا کا مجرم اور فاسق سمجھا جائے گا۔

یہ آیت کریمہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صراحت کے ساتھ خلافت کے نظام سے متعلق قرار دیا ہے اپنے مختصر الفاظ میں ایک نہایت وسیع مضمون کو لئے ہوئے ہے اور اس نقشہ کی بہترین تصویر ہے جو کم وبیش ہر نئی خلافت کے قیام کے وقت دنیا کے سامنے آئی ہے۔ ہر نبی یا خلیفہ کی وفات ایک عظیم الشان زلزلہ کا رنگ رکھتی ہے اور ہر بعد میں آنے والا خلیفہ ایسے حالات میں مسند خلاف پر قدم رکھتا ہے کہ جب لوگوں کے دل سہمے ہوئے اور خوف زدہ ہوتے ہیں کہ اب کیا ہوگا مگر پھر لوگوں کو دیکھتے دیکھتے خدا اس آیت کریمہ کے وعدہ کے مطابق اپنی تقدیر کو مخفی تاروں کو کھینچنا شروع کرتا ہے اور خوف کے دنوں کو امن سے بدل کر آہستہ آہستہ جماعت کو کمزوری سے مضبوطی کی طرف یا مضبوط حالت سے مضبوط تر حالت کی طرف اٹھانا شروع کر دیتا ہے۔اور یہ خلفاء اپنی دینی حالت اور دینی خدمت سے اس بات پر مہر لگا دیتے ہیں کہ خدا کی محبت اور خدا کی نصرت کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے اور یہ سلسلہ اپنی ظاہری صورت میں اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک خدا کے علم میں نبی کے لائے ہوئے دین کے استحکام اور اس کے مشن کی تکمیل اور مضبوطی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے کہ یہ خلاف کا نظام دراصل نبوت کا حصہ اور تتمہ ہے ہر عظیم الشان نبی کے زمانہ میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے کام کی تکمیل کے لئے حضرت یوشعؑ خلیفہ ہوئے............ اور آنحضرت کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ کا مشن سارے نبیوں سے زیادہ عظیم الشان اور زیادہ وسیع تھا اس لئے آپ کے بعد خلافت کا نظام بھی سب سے زیادہ نمایاں اور شاندار صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ جس کی تیز کرنیں آج تک دنیا کو خیرہ کر رہی ہیں۔حق یہ ہے کہ اگر نبوت کے ساتھ خلافت کا نظام شامل نہ ہو و نعوذ باللہ خدا پر ایک خطرناک الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے دنیا میں ایک اصلاح پیدا کرنی چاہی مگر پھر اس اصلاح کے لئے ایک فرد واحد کو چند سال زندگی دے کر وفات دے دی اور اس اصلاحی نظام کو اپنے ہاتھ سے ملیا میٹ کر دیا۔ گویا یہ ایک بلبلا تھا جو سمندر کی سطح پر ظاہر ہوا اور پھر ہمیشہ کے لئے مٹ کر پانی کی مہیب لہروں میں غائب ہو گیا۔ سبحان اللہ ماقدرواللہ حق قدرہ۔ ہمارا حکیم و علیم کدا تو وہ خدا ہے کہ جو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ نفع دینے والی چیز کو بھی دنیا میں قائم رکھتا اور اس کے قیام کا سامان مہیا کرتا ہے چہ جائیکہ نبوت جیسے جوہر اور ایک مامور کی لائی ہوئی اصلاح کو ایک ہوا کے اڑتے ہوئے جھونکے کی طرح باغ عالم میں لائے اور پھر لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اسے ان کی نظروں سے غائب کر دے اور اس کے روح پرور اثر اور حیات افزاء تاثیر کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی انتظام نہ فرمائے۔ یقیناً یہ منظر

ایک کھیل سے زیادہ نہیں اور کھیل کھیلنا شیطان کا کام ہے خدا کا نہیں۔ اور اس کام کے دائیں اور بائیں اور اوپر اور نیچے کو ایسی آہنی سلاخوں سے مضبوط کر دیتا ہے کہ پھر جبتک اس کا منشاء نہ ہو کوئی چیز اسے اس جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ اسی لئے خدا کی یہ سنت ہے کہ خاص خاص انبیاء کے صرف بعد ہی ان کے مشن کی مضبوطی اور استحکام کے لئے خلافت کا نظام قائم نہیں فرماتا بلکہ ان کی بعثت سے پہلے بھی ان کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے بعض لوگوں کو بطور ارہاص یعنی آنے والی منزل کی علامت کے طور پر مبعوث کرتا ہے جو لوگوں کی توجہ کو آنے والے مصلح کے مشن کی طرف پھیرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت یحییٰؑ بطور ارہاص مبعوث ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے پہلے متعدد لوگ جو حنفاء کہلاتے تھے توحید کے ابتدائی جھونکے بن کر ظاہر ہوئے اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے سید احمد صاحب بریلوی سوئے ہوئے لوگوں کی بیداری کا ذریعہ بن کر آئے۔ کیا ایسے حکیم و دانا خدا سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ نبی کی چند سالہ زندگی کے بعد اس کے لائے ہوئے مشن کو بغیر کسی انتظام کے چھوڑ سکتا ہے اور اس بڑھیا کی مثال بن جاتا ہے جو اپنے محنت سے کاتے ہوئے دھاگے کو اپنے ہاتھ سے تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ میں پھر کہوں گا **سبحان الله ماقدر والله حق قدره۔**

حضرت مسیح موعو علیہ السلام بھی چونکہ دنیا میں ایک عظیم مشن لے کر مبعوث ہوئے تھے اور اپنے مقام کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے ظل و بروز کامل تھے حتیٰ کہ آپ نے ان کے مقام اور کام کے پیش نظر فرمایا **یدفن معی فی قبری** یعنی مسیح موعود میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا۔ یعنی آخرت میں اسے میری معیت حاصل ہوگی اور اسے میرے ساتھ رکھا جائے گا اس لئے ضروری تھا آپ کے خداداد مشن کی تکمیل کے لئے بھی آپ کے بعد خلافت کا نظام قائم ہو۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتاب اور ملفوظات میں متعدد جگہ اس نظام کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ آپ کے بہت سے الہامات میں بھی اس نظام کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر میں اس جگہ اختصار کے خیال سے صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور یہ وہ عبارت ہے جو آپ نے اپنے زمانہ وفات کو قریب محسوس کر کے اپنے متبعین کے لئے بطور وصیت تحریر کی۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

”خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے........... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل انکے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے........... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدرت نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض وہ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے............ خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا **ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم و لیبدلنهم من بعد خوفهم امنا۔** یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے........... ایسا ہی حضرت موسیٰ کے وقت میں ہوا........... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا........... سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی میری وفات کے قریب مرنے کی خبر) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔........... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری

قدرت کا مظہر ہوں گے''
(رسالہ الوصیت ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303 تا306)
یہ عبارت جس صراحت اور تعیین کے ساتھ نظام خلافت کی طرف اشارہ کر رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔اور یہ عبارت بطور وصیت کے لکھی گئی جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے قرب وفات کی خبر پا کر اپنے بعد کے نظام کے بارے میں اپنی جماعت کو آخری نصیحت فرمائی اور ہر عقلمند غیر متعصب شخص آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

اول: خدا تعالیٰ انبیاء کے کام کی تکمیل کے لئے دو قسم کی قدرت ظاہر فرماتا ہے۔ایک خود نبیوں کے زمانہ میں اور دوسری ان کی وفات کے بعد تا کہ ان کے مشن اور ان کی جماعت کو ایک لمبے عرصہ تک اپنی خاص نگرانی میں رکھ کر ترقی دے اور تکمیل تک پہنچائے۔

دوم: دوسری قدرت خلافت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے وجود میں ظاہر ہوئی۔

سوم: یہ خلافت کا نظام جو نبوت کے نظام کا حصہ اور اسی کا تتمہ ہے خدائی سنت کا رنگ رکھتا ہے اور ہر نبی کے زمانہ میں قائم ہوتا رہا ہے۔

چہارم: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی اسی رنگ میں قدرت ثانیہ کا ظہور مقدر تھا کیونکہ جیسا کہ آپ خود کی ایک مجسم قدرت تھے آپ کے بعد بعض اور وجودوں نے دوسری قدرت کا مظہر ہونا تھا اور ان کے وجودوں نے حضرت ابوبکرؓ کے رنگ میں ظاہر ہونا تھا۔

پنجم: نبی کے بعد آنے والے خلفاء خواہ بظاہر صورت لوگوں کے انتخاب سے مقرر ہوں مگر دراصل ان کے تقرر میں خدا کا ہاتھ کام کرتا ہے اور درحقیقت خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔

ششم: سورۃ نور کی آیت استخلاف نظام خلافت سے تعلق رکھتی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اسی آیت کے ماتحت تھی اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کی خلافت بھی اسی آیت کے ماتحت ہونی تھی۔

یہ وہ چھ باتیں ہیں جو اوپر کے حوالہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتی ہیں۔اور یہ استدلال ایسا واضح اور بین ہے کہ کوئی عقلمند غیر متعصب شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔اور یہ حوالہ بھی جیسا کہ اس کے حالات اور سیاق وسباق اور الفاظ اور اسلوب بیان سے ظاہر ہے محکمات کا رنگ رکھتا ہے جس کے مقابلہ پر ان متشابہات کو پیش کرنا جو بعض مخصوص کاموں کے تعلق میں مخصوص حالات اور مخصوص ماحول میں انجمن کے بارے میں لکھی گئی ہیں ایک شرارت یا دیوانگی کے فعل سے زیادہ نہیں۔اور اگر یہ دیوانگی نہیں تو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ خدا کا مقرر کردہ مسیح دیوانہ ہے کہ ایک طرف تو اپنے مشن کی تکمیل اور اپنی وفات کے بعد نظام کے متعلق خدائی سنت کے ماتحت دو قدرتوں کے ظہور کا ذکر کیا اور مثال دے کر بتایا کہ دوسری قدرت ابوبکر صدیق ؓ کے رنگ میں ظاہر ہوا کرتی ہے اور پھر یہاں تک صراحت کی کہ'' میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے'' لیکن عین اس کے ساتھ ساتھ یہ پہلو بہ پہلو ان سارے ارشادات کو بھول اور بالائے طاق رکھ کر انجمن کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے چل دیئے۔حالانکہ انجمن آپ کی زندگی میں ہی قائم ہو گئی تھی اور اس کی'' جانشینی'' جن معنوں میں بھی وہ تھی خود آپ کی موجودگی میں شروع ہو چکی تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اس مجنونانہ تضاد کو منسوب کرنا اہل پیغام کو مبارک ہو۔ہم خوش ہیں کہ ہمارا دامن اس دیوانگی کے داغ سے پاک ہے۔کاش یہ لوگ صرف اس بات پر ہی غور کرتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں بھی اپنے خداداد مشن کی تکمیل اور سلسلہ اور جماعت کے کام کو سنبھالنے اور چلانے کا ذکر کیا ہے وہاں کسی جگہ انجمن کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف خلافت کا ذکر کیا ہے اور دو قدرتوں کے اصول کو بیان کر کے اور مثال دے کر واضح کیا ہے کہ اس کام کے لئے خدا نے ایسا ہی نظام مقرر فرمایا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں ظاہر ہوا اور یہ کہ یہ خدا کی ایک سنت ہے جو تمام نبیوں کے وقت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور کبھی بدل نہیں سکتی اور اس کے مقابل پر انجمن کا ذکر صرف بعض ماتحت کاموں کے تعلق میں آیا ہے اور اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ واضح شرط اور حد بھی لگا دی ہے کہ اس انجمن کے لئے ضروری ہوگا کہ'' وہ حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ'' اپنا کام سرانجام دے (رسالہ الوصلیت) یعنی خدا کے مقرر کردہ خلیفوں اور قدرت ثانیہ کے مظہروں کی نگرانی میں کام کرے۔...........

اور پھر ہمارے قادر ومتصرف خدا نے خلافت کے سوال کو صرف لفظی اور قولی تصریح تک ہی نہیں چھوڑا بلکہ اپنے زبردست فعل کے ساتھ اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

وفات کے بعد جماعت میں جو سب سے پہلے اجماع ہوا وہ خلافت ہی کے متعلق تھا اور یہ اجماع بھی خدا نے ان لوگوں کے ہاتھ سے کروایا جو اب خلافت کے منکر ہو کر انجمن کا راگ الاپ رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری تھے انجمن کی طرف سے حسب ذیل اعلان شائع کیا:۔

''حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان اقرباء حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپکا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔''

(الحکم 28 مئی 1908ء)

یہ وہ پہلا اجماع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت میں ہوا جس میں صدر انجمن کے ممبر (ہاں وہی انجمن جو اب خلیفہ کی قائم مقام بتائی جاتی ہے) اور تمام حاضر الوقت جماعت کے افراد شریک اور متفق تھے۔ پس نہ صرف خدا کے قول نے بلکہ اس کے زبردست فعل نے بھی خلافت کے حق میں مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ اور اب کون ہے جو اس کو مہر کو توڑ سکتا ہے؟

☆☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب

تمام احباب جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آج مورخہ 22۔اپریل 2003ء بروز منگل بعد نماز مغرب وعشاء بیت الفضل لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی مقرر کردہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس بصدارت محترم چوہدری حمید اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں حسب قواعد ہر رکن نے خلافت احمدیہ سے وابستگی کا حلف اٹھایا اور اس کے بعد مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب سلمہٗ ربہٗ کو خلیفۃ المسیح منتخب کیا۔ اراکین مجلس انتخاب خلافت نے اسی وقت آپ کی بیعت کی جس کے بعد احباب کو (بیت الذکر) میں آنے کی عام اجازت دے دی گئی۔ اور (بیت الذکر) اور گردونواح کے جملہ موجود احباب جماعت نے جن کی تعداد تقریباً دس اور گیارہ ہزار کے درمیان تھی آپ کی بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ اس انتخاب کو منظور فرماتے ہوئے اسے بہت بابرکت فرمائے۔ آمین

اے ہمارے رحیم اور رحمٰن خدا! اے ہمارے کریم اور ودود رب! ہم تیرے شکر گزار ہیں کہ تو نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا اور ہماری حالت خوف کو ایک بار پھر امن میں بدل دیا۔ اے ہمارے قادر اور قیوم خدا ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ایک بار پھر تیرے مسیح موعود اور مہدی معہود کی پیشگوئی مندرج رسالہ الوصیۃ پوری شان اور شوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔ وللہ الحمد۔

والسلام خاکسار

عطاء المجیب راشد

سیکرٹری مجلس شوریٰ

22۔اپریل 2003ء

بوقت ۱۱بجکر ۴۰ منٹ شام

ہمارے دل غمگین اور آنکھیں اشکبار ہیں لیکن ہم خدائی فرمان کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں

اے جانے والے تیری روح پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں اور برکتیں ہوں

اے آنے والے ہم ہر قربانی کیلئے تیار ہیں اور ہمیشہ دعاؤں سے تیری مدد کرتے رہیں گے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب عام فرمودہ

23۔اپریل2003ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے برطانیہ) کا متن

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

مورخہ 23/اپریل 2003ء کو نماز ظہر وعصر کے بعد عالمی بیعت سے پہلے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا:۔ آپ نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود کی پیاری جماعت! آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ہمارے دل غمگین ہیں۔ آنکھیں اشکبار ہیں۔ ایک انتہائی پیار کرنے والی شخصیت ہم سے جدا ہو چکی ہے۔ لیکن ہم اس خدائی فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ کہ کل من علیھا فان.

جماعتی ترقی کے جو نظارے ہم نے خلافت رابعہ میں دیکھے۔ وہ کسی وضاحت کے محتاج نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جانے والے کو الوداع کہنے اور آنے والے کا استقبال کرنے کا جو طریق ہمیں سمجھایا اس کے مطابق ہی آج میں یہاں کھڑے ہو کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کو سامنے رکھتے ہوئے آج ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ:

اے جانے والے! تو نے جس تیزی سے اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود کے مشن کو آگے بڑھایا۔ ہم ہمیشہ اس مشن کو آگے بڑھانے کیلئے ہر قسم کی قربانی دیتے رہیں گے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً تو نے اس کا حق ادا کر دیا تیری روح پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

اور پھر اب آنے والے کا استقبال اس طرح کریں کہ ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس (۔) کے امن اور سلامتی کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کیلئے اور تمام دنیا کو آپ کے جھنڈے تلے جمع کرنے کیلئے اسی طرح خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کیلئے تیار رہیں گے۔ اور اس کیلئے ہمیشہ دعاؤں سے بھی تیری مدد کرتے رہیں گے۔

یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی تائید ونصرت کے وہ نظارے جو جماعت کو ہمیشہ دکھاتا رہا۔ پہلے سے بڑھ کر دکھائے۔ ہماری نالائقیوں اور ناسپاسیوں کو معاف فرمائے ہماری پردہ پوشی فرمائے۔ محض اپنے فضل سے، محض اپنے فضل سے میری پردہ پوشی فرمائے۔ اپنی رحمت کا ہاتھ کبھی ہم سے نہ اٹھائے۔ کبھی ہم سے نہ اٹھائے، کبھی ہم سے نہ اٹھائے۔ آمین یارب العالمین۔

اس کے بعد اب بیعت ہوگی اس کیلئے تیاری کر لیں۔ اس کے بعد نماز جنازہ ادا کی جائے گی

☆☆☆☆☆

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا پہلا خطبہ جمعہ۔ دعاؤں کی تحریک اور خلافت کی اہمیت کا بیان

ایک بار پھر جماعت بنیان مرصوص کی طرح استحکام خلافت کیلئے کھڑی ہوگئی

غلبہ دین کے دن دیکھنے کیلئے احباب جماعت دعاؤں سے میری مدد کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 25۔اپریل 2003ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 25/اپریل 2003ء کو بیت الفضل لندن میں اپنے دور خلافت کا پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے خطبہ میں آیات قرآنی، احادیث نبویہ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تحریرات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی روشنی میں دعاؤں کے مضمون اور خلافت کی نعمت اور اہمیت کا تذکرہ فرمایا اور احباب جماعت سے دعاؤں کی تحریک بھی فرمائی۔ حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں نشر کیا گیا اور متعدد زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر ہوا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 187 کی تلاوت اور ترجمہ بیان فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی صفت مجیب کا تذکرہ ہے۔ فرمایا کہ دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ پر بے شمار احسان اور فضل ہوئے ہیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا بڑا کریم اور سخی ہے جب بندہ دعا کیلئے ہاتھ بلند کرتا ہے تو خدا اسے خالی ہاتھ واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے اللہ اپنے بندے سے اس کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر بندہ ایک بالشت میری طرف آئے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف آتا ہوں۔ اگر بندہ ایک ہاتھ آئے تو میں دو ہاتھ آتا ہوں اگر وہ چل کر آئے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو لوگ دعا سے کام لیتے ہیں اللہ ان کیلئے راہ کھول دیتا ہے وہ دعا رد نہیں کرتا۔ دعا کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو میں وہ بات منواتا ہے اور دوسرے پہلو میں اللہ بندے کی مان لیتا ہے۔ مجھے دعاؤں میں سمندر جیسا جوش دیا گیا ہے۔ اپنے گھروں کو دعاؤں سے پر کردیں جس گھر میں دعا ہو وہ برباد نہیں ہوتا۔ میں اپنے دوستوں کیلئے دعاؤں میں لگا رہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس جماعت کو محفوظ رکھے۔ دعا خشک لکڑی کو سرسبز اور مردہ کو زندہ کرسکتی ہے۔

حضور انور نے خلافت کا مضمون بیان کرتے ہوئے آیت استخلاف کی تلاوت و ترجمہ بیان فرمایا اور پھر وہ حدیث بیان کی جس میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا تذکرہ ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ دو قدرتیں ظاہر کرتا ہے۔ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور وہ دائمی ہے۔ میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ خدا تعالیٰ اپنے دین کی تکمیل دوسری قدرت کے ظہور کے ساتھ کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا تھا کہ خلافت کے قیام کا مدعا توحید کا قیام ہے۔ خلافت کے ذریعہ توحید کامل قائم ہوتی ہے۔ خلافت کا یہ شجرہ طیبہ ہمیشہ قائم رہے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو اکھاڑ نہیں سکتی۔ اس نعمت کو یاد رکھیں۔ اس کے ذریعہ خدا نے جماعت کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اگر شکر کے ساتھ زندگی بسر کریں تو خدا تا قیامت اس نعمت کو جاری رکھے گا۔ اب انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں یہ خدا کی نظر میں بلوغت کو پہنچ چکی ہے۔

حضور انور نے فرمایا آج ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اے جانے والے تو نے جو یہ خوشخبری جماعت کو دی تھی وہ حرف بہ حرف پوری ہوئی اور جماعت بنیان مرصوص کی طرح استحکام خلافت کیلئے کھڑی ہوگئی اور اخلاص کے بے نظیر نمونے دکھائے۔

آخر پر حضور نے دعا کی تحریک کی میرے لئے بہت دعا کریں کہ وہ مجھ میں وہ استعدادیں پیدا کرے جس کے ذریعہ میں حضرت مسیح موعود کی پیاری جماعت کی خدمت کرسکوں دعاؤں سے میری مدد کریں اور خلافت کے تقدس کا خیال رکھیں۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

☆☆☆☆☆

سیدنا طاہر

صدیوں تمہیں گلشن کی فضا یاد کرے گی

کروڑوں دلوں کی دھڑکن ۔ میرے دل کے سلطان

مکرم عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

کروڑوں انسانوں کے محبوب رہنما حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد صاحب 19 /اپریل 2003ء کولندن میں 75 سال کی عمر میں وفات پا کر آسمانی آقا کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ کے فرزند ارجمند تھے۔ 18 دسمبر 1928ء کو حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کے بطن سے آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور آپ کی والدہ ام طاہر کی کنیت سے معروف ہوئیں۔ انہوں نے لجنہ اماء اللہ کو منظم کرنے میں انتھک خدمات سرانجام دیں اور مارچ 1944ء میں ان کی وفات ہوگئی جب کہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب میٹرک کا امتحان دے رہے تھے۔

بچپن سے ہی خدا اور اس کے دین کا عاشق، اپنے ہم جولیوں کا طاری نہایت ذہین چاق و چوبند اور حوصلہ مند تھا۔ اور اس نے تیزی کے ساتھ علمی اور روحانی منازل طے کرنی شروع کیں۔

قادیان میں بزرگ والدین اور رفقائے مسیح موعود سے تربیت پاتے ہوئے آپ نے قادیان سے میٹرک، لاہور سے ایف ایس سی اور بی اے کا امتحان پرائیویٹ پاس کیا اور پھر جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1953ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی اور پھر لندن میں مزید تعلیم کے بعد 1957ء میں واپس آئے۔ جہاں عظیم ذمہ داریاں آپ کی منتظر تھیں۔

وقف جدید کی بنیا درکھتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے آپ کو ناظم ارشاد وقف جدید مقرر کیا۔ پھر صدر خدام الاحمدیہ اور صدر انصار اللہ مرکزیہ کے طور پر انقلابی خدمات سرانجام دیں۔

1960ء میں جلسہ سالانہ پر تقاریر کا سلسلہ شروع کیا اوران میں سے ہر ایک تقریر، تحقیق، روحانی معارف اور قوت بیان کا شاہکار رہے۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بہت معتمد اور دست راست تھے۔ اور متعدد منصوبوں اور پروگراموں کی نگرانی حضور نے آپ کے سپرد کر رکھی تھی۔

خلافت رابعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر 10 جون 1982ء کو آپ جماعت کے امام اور خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے اور جماعت کے ایک نئے اور برق رفتار دور کا آغاز ہوا۔ آپ نے پہلے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ مجھے یوں لگا کہ میں کل مر چکا ہوں اور ایک نیا وجود میرے اندر پیدا ہوا ہے۔

آپ نے اپنے خطبات، تقاریر مجالس عرفان، پیغامات اور عملی نمونہ سے جماعت کے اندر ایک نئی روح پھونک دی۔ ایک طرف آپ نے جماعت کو عبادت پر قائم کرنے کا پرحکمت نظام جاری فرمایا تو دوسری طرف اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے، صفات الٰہیہ کو اپنانے اور مخلوق خدا کے لئے سایہ رحمت بننے کی زبردست تحریکات فرمائیں۔

عالمگیر دعوت الی اللہ

آپ کے تاریخی اور لافانی کارناموں میں سے آپ کی تحریک دعوت الی اللہ اور عالمی بیعت ہے جس کے ذریعہ گزشتہ 10 سالوں میں 17 کروڑ افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

موعود منادی

آپ خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کے وہ منادی تھے جن کے ذریعہ دنیا بھر میں احمدیت کے پیغام کی اشاعت کے لئے قدیم صحیفوں اور بزرگان کی کتب میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ آپ کے دست مبارک سے احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کا اجراء ہوا۔ جس کے ذریعہ دنیا بھر کے عشاق احمدیت کا رابطہ جماعت سے مضبوط ہوا تعلیم وتربیت کے جدید انداز اپنائے گئے بلکہ اس کے ذریعہ دعوت الی اللہ کی نئی راہیں کھلیں اور احمدیت کا قافلہ غلبہ حق کی شاہراہ پر زیادہ تیزی سے گامزن ہو گیا اور آج جماعت 175 ممالک میں مضبوطی سے قائم ہے۔

دور ہجرت

اپریل 1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے ایک ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا جس کے ذریعہ جماعت احمدیہ پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد کر دی گئیں اور خلیفہ وقت کے لئے پاکستان میں رہ کر قیادت کے فرائض ادا کرنا

ناممکن ہوگیا جس کی وجہ سے آپ نے خاص خدائی فضلوں کے سایہ تلے سفر ہجرت اختیار کیا اور لندن میں قیام اختیار فرمایا۔

ہجرت کا یہ 19 سالہ دور جماعت کے لئے بے پناہ برکتیں لے کر آیا۔ کل عالم میں جماعت کو بے پناہ مقبولیت نصیب ہوئی اور سلسلہ حقہ کی شاخیں چار دانگ عالم میں پھیلنے لگیں۔ جماعت برطانیہ کا جلسہ سالانہ حضور کی شرکت کی وجہ سے مرکزی جلسہ سالانہ کا رنگ اختیار کر گیا جس کی تعداد چند ہزار سے بڑھتے بڑھتے 19 ہزار تک جا پہنچی۔ جس میں 74 ممالک کے نمائندے شامل تھے۔ جب کہ 2001ء کا جلسہ سالانہ جرمنی جو مرکزی جلسہ کے طور پر منعقد ہوا اس کی حاضری 48 ہزار تھی۔ پورے یورپ، امریکہ افریقہ میں جماعت کے وسیع مراکز اور مشن ہاؤس قائم ہوئے۔ یورپ کی سب سے بڑی بیت الذکر بیت الفتوح لندن میں زیر تعمیر ہے۔

قادیان کا سفر

1991ء میں آپ ہجرت قادیان کے 44 سال بعد قادیان کے جلسہ سالانہ پر تشریف لے گئے۔ اور احمدیت کی تاریخ میں ایک نیا سنگ میل نصب ہوا۔ اور ترقیات کی نئی راہیں کھلنی شروع ہوئیں اور 2002ء کے آخر پر قادیان کے جلسہ سالانہ کی تعداد 50 ہزار تک ریکارڈ کی گئی۔

صرف ہندوستان میں گزشتہ چند سالوں میں 6 کروڑ سے زیادہ افراد نے بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔

آپ کے لگائے ہوئے واقفین نو کے پودے بھی اب جوان ہو رہے ہیں۔ اور ان کی پہلی کھیپ اب دینی تعلیم کے ادارے میں داخلہ لے چکی ہے۔ 20 ہزار بچوں کی روحانی فوج میدان عمل میں اترنے کے لئے کمر کس رہی ہے۔

علمی کارنامے

آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآنی علوم سے وافر حصہ بخشا تھا۔ جس کا بہت بڑا حصہ آپ کی تقاریر اور کتب میں محفوظ ہے ان میں سب سے اہم آپ کا ترجمہ قرآن ہے نیز Revelation, Rationality, Knowledge and Truth سوانح فضل عمر 2 جلدیں، مذہب کے نام پر خون، وصال ابن مریم، زھق الباطل، ذوق عبادت اور آداب دعا، خلیج کا بحران عالمی شہرت کی حامل ہیں، تمام اہم علمی اور عالمی مسائل پر آپ کے مدلل اور بصیرت افروز تبصرے اور قوم و ملک کے لئے رہنمائی موجود ہے۔

آپ کے 21 سالہ دور میں تراجم قرآن کی تعداد 56 ہوگئی اور 13 ہزار سے زائد بیوت الذکر کا اضافہ ہوا۔ 985 نئے مشن ہاؤسز بنے۔ آپ نے جماعت کے ہر ادارے کو استحکام بخشا۔ بے پناہ مالی وسعتیں عطا ہوئیں۔ ذیلی تنظیمیں ہر ملک میں مضبوط قدموں سے آگے بڑھنے لگیں۔ سابقہ تعمیرات میں اتنی کثرت کے ساتھ اضافے ہوئے کہ دل حمد و ثنا سے بھر گئے۔

عالمی تشخص

احمدیت کا تشخص عالمی سطح پر اجاگر ہوا۔ بڑے بڑے عالمی لیڈروں نے آپ سے فیض پایا۔ میئروں نے اپنے شہروں کی کنجیاں۔ آپ کو پیش کیں۔ آپ کے دوروں کے عرصہ کو احمدیہ ویک قرار دیا گیا۔ بادشاہوں نے آپ سے حضرت مسیح موعود کے کپڑوں سے تبرک حاصل کیا۔

آپ نے ملک ملک میں جلسہ سالانہ کے ساتھ مجلس شوریٰ کی بنیاد ڈالی جس کا آخری مرکز خلیفہ وقت کا دل اور دماغ تھا۔ ہر قوم اپنے معاملات کے بارہ میں مشورے کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرتی تھی اور آپ خدائی نور کی مدد سے انہیں ہر کجی اور تصادم سے پاک کر کے قوم اور جماعت کے لئے زندگی کا باعث بنا دیتے تھے اور ہر ملک گواہ ہے کہ خدا نے آپ ہی کے فیصلوں میں برکت ڈالی اور جماعت کو ہر مشکل سے محفوظ رکھا۔

اس کا دل کتنا بڑا تھا۔ دریاؤں جیسا نہیں سمندروں سے زیادہ گہرا تھا۔ دنیا بھر کی انسانیت کا ہر دکھ اس کے سینے پہ چر کے لگاتا تھا۔ مظلوموں اور درد کے ماروں کی ہر آہ اس کے جگر کو چھلنی کرتی تھی اور وہ سارے غم سہتا تھا اور راتوں کو اپنے رب کے حضور تڑپتا تھا آنسو بہاتا تھا خدا سے خیر مانگتا تھا۔ اس کے عذاب ٹل جانے کی بھیک مانگتا تھا۔

خدا نے اس کے ذریعہ اپنی رحمت کے کتنے ہی نشان دکھائے ان میں وہ اسیران راہ مولا بھی شامل ہیں جن کو اس کی دعاؤں نے موت کے منہ سے کھینچا اور ایک پروقار زندگی عطا کی۔

دست شفا

حضور کو خدا نے دردمند دل ہی نہیں دست شفا بھی عطا فرمایا تھا مشرق و مغرب میں شفا بانٹنے کا نظام آپ کے ہاتھوں جاری ہوا۔ 60ء کی دہائی میں معمولی کمرے سے شروع ہونے والی فری ہومیوڈسپنسری آج ہزاروں شفا خانوں میں تبدیل ہو چکی ہے اور کروڑوں انسان بلا معاوضہ مشورے اور ادویات سے فیض پا رہے ہیں۔ آپ کے ہومیو لیکچرز سے استفادہ کر کے گھر گھر میں پیدا ہونے والے ہزاروں

ہومیو پیتھی اس کے علاوہ ہیں۔

استقامت کا شہزادہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور میں جماعت کو جن صبر آزما اور کلیجہ شکن ابتلاؤں سے گزرنا پڑا وہ بھی تاریخ مذہب کا ایک لازوال باب ہے۔ دشمن نے جماعت کے دل پر حملہ کیا۔ مخالف اسے دکھوں کی صلیبوں پر چڑھانا چاہتے تھے اور وہ ہر قربانی کے لئے تیار تھا۔ وہ استقامت کی نئی مثالیں قائم کرنا چاہتا تھا۔ مگر خدا اس سے کچھ اور قربانیاں چاہتا تھا۔ اسے اپنے وطن اور محبوب جماعت سے جدا ہونا پڑا۔ استقامت کا وہ شہزادہ سر اٹھا کر غم والم کی سولی پہ چڑھ گیا۔ اس کو روز نئے نئے مظالم کی خبریں ملتی تھیں مگر اس کے صبر اور ضبط کے تار کبھی نہ ٹوٹے۔ وہ جماعت کو عسر سے اس طرح نکال کر لے گیا کہ خدا نے اس کے لئے یسر کے دروازے کھول دیئے۔

آپ حضرت مسیح موعودؑ کے وہ خلیفہ تھے جنہیں خدا کے دین کی خاطر بے پناہ سفر کرنے کی توفیق ملی۔ اور مشرق ومغرب اور افریقہ اور امریکہ میں حق کا پیغام پہنچایا۔ اور صدائے فقیرانہ حق آشنا شش جہت میں پھیلنے لگی۔

آپ ہی کے دور میں جماعت اپنی زندگی کی دوسری صدی میں نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی اور آپ ہی کے زمانہ میں دنیا نے اپنے تیسرے ہزار سال میں سانس لیا۔ اس طرح آپ کی زندگی میں کئی کیلنڈروں نے اپنے ورق الٹے اور نئی صدیوں میں قدم رکھا۔ ایسی روحانی حکومت اس دور میں اپنے آقا ومولا کے طفیل صرف اسی کو عطا ہوئی تھی۔ جس کی ہر مسکراہٹ سے شرق وغرب میں خوشی پھیل جاتی تھی اور جس کا ہر آنسو افق تا افق درد کی لہریں رواں کر دیتا تھا۔ وہ میرے دل کا سلطان تھا وہ کروڑوں دلوں کی دھڑکن تھا۔

آپ کی شادی 1957ء میں حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو 4 بیٹیاں عطا فرمائیں۔ بیگم صاحبہ کی وفات 1992ء میں ہوئی اور لندن میں ہی ان کی تدفین ہوئی۔

ہجرت ہی کی حالت میں دیار غیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

☆اس دور کا صاحب عرفان اور باکمال شخص دنیا سے گزر گیا مگر وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

☆اپنی کروڑوں کی تعداد میں روحانی اولاد کے دلوں میں۔

☆اپنی تصویر اور آواز کی ہزار ہا کیسٹس کے ذریعہ

☆اپنی قبولیت دعا اور تعلق باللہ کے لاتعداد نشانات کے توسط سے

☆اپنے علمی، روحانی اور مالی احسانات کے ساتھ

ایسے وجود کے لئے یہ موت محض قرب الٰہی کی بلند منزل ہے۔ وہ فنا کے بعد لقاء اور بقا کے دائمی انعام کا وارث بن گیا ہے۔

ہمارے محبوب امام کی شدید خواہش تھی کہ ان کو نفس مطمئنہ کی حالت میں موت آئے۔ ہم یقین رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص بندوں اور رضا کی جنتوں میں داخل فرمائے۔

(آمین)

☆☆☆☆☆

☆

دن امن و اماں کے پھر پلٹے اور خوف کا عالم دور ہوا
تاریکی شب کافور ہوئی سب گھور اندھیرا نور ہوا

اب اوج اُفق پر اک تارا جو پانچ کناری چمکا ہے
اس دور میں دوسری قدرت کا یہ پانچواں پاک ظہور ہوا

یہ خاص عطاء ربی ہے ہم اہل وفا، اہل اللہ پر
ہر قلب پہ جلوہ گر ہو کر مامور ابنِ منصور ہوا

اب تھام لو اس کو اے لوگو جو حبل اللہ اُتر آئی
اک مانند عروۃ الوثقیٰ یہ اب دستِ مسرور ہوا

یہ عہدِ کمال فتح و ظفر جو اب اسلام پہ آیا ہے
اس عہد میں دنیا دیکھے گی پھر کفر کو چکنا چور ہوا

مبارک احمد ظفر

واپسی

آج مہمان نے جانے کی اجازت چاہی
خوف تھا جس کا وہی ایک قیامت چاہی

جان مانگی نہ مگر بے جان کئے جاتے ہیں
ایک ہی دم میں میرے دم سے فراغت چاہی

اپنے قبضے میں کیا دل کو تو آتے آتے
نہ دُکھے جانے پہ دل ، اب یہ کرامت چاہی

خون دل دیکھا نہ اشکوں کی روانی دیکھی
ساتھ لے جانے کو اس دل کی بشاشت چاہی

کس قدر پیار سے سینے سے لگایا جن کو
اُن حسیں لمحوں کی محبوب امانت چاہی

نشہ آنکھوں سے لیا، نورِ تبسم مانگا
رونقِ رُخ، میرے چہرے کی طمانت چاہی

پیار کے عطر سے ممسوح دعائیں دے کر
عرش کے نور سے سیراب ارادت چاہی

حال دل کھول کے جب اُن کو سنایا ہم نے
چشم پُر آب سے تصدیقِ حکایت چاہی

پیشِ خدمت ہے غزل ہدیہ جاں کی صورت
جانِ محفل نے جو رُخصت کی اجازت چاہی

مبشر احمد

ہم عمر گزاریں گے جیسے بھی بسر ہو گی

رخصت کی جو تیاری ہنگامِ سفر ہو گی
جو ہاتھ ہے لرزے گا جو آنکھ ہے تر ہو گی

کچھ تو ہی بتا آخر تجھ کو تو خبر ہو گی
کس بزم میں وہ شمع اے دیدہ تر ہو گی

فرصت کی گھڑی گزری فرقت کی گھڑی آئی
ہر دل ہے کہ تڑپے گا ہر آنکھ بھنور ہو گی

فریاد کے موسم میں اٹھ جائیں گی سب روکیں
گر جائیں گی اشکوں سے جو روک جدھر ہو گی

تجھ پہ ہی تو واری ہے جو عمر گزاری ہے
تیرے ہی لئے ہو گی جو سانس بسر ہو گی

اس درد کے زنداں میں محصور ہیں تو کیا ہے
کھل جائیں گے دروازے جب اس کی نظر ہو گی

اب اشک مرے ہر سو ڈھونڈا کریں گے ان کو
اشکوں کی فراوانی تاحدّ نظر ہو گی

اب اس سے غرض کیا ہے روتے ہیں کہ ہنستے ہیں
ہم عمر گزاریں گے جیسے بھی بسر ہو گی

احمد مبارک

ایک نئے دور کا آغاز اور عہد کی تجدید

تجدید بیعت کا فلسفہ اور اس کی روح پاک تبدیلی ہے

ہم اپنے دلوں سے گناہوں کے چراغ بجھا کر تقویٰ کے چراغ روشن کرتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے پہلے خطبہ جمعہ 11 جون 82ء میں ریزولیوشنز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

باوجود اس کے کہ ہمارا ہر قول سچا ہوتا ہے پھر بھی ریزولیوشنز کا یہ رنگ ایک ظاہری سا رنگ ہے اور جماعت احمدیہ کی شان اس سے زیادہ کا تقاضا کرتی ہے۔ ہمیں ریزولیوشنز کچھ اور رنگ کے کرنے چاہئیں اور وہ اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ

اے جانے والے! ہم تیری نیک یادوں کو زندہ رکھیں گے۔ ان تمام نیک کاموں کو پوری وفا کے ساتھ یا پوری ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے چلاتے رہیں گے اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک ان کاموں میں حسن کے رنگ بھرنے کے لئے استعمال کریں گے جو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر تو نے جاری کئے تھے۔ اور اگر اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین نہیں پا سکی تو اے ہمارے جانے والے آقا! اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین پائے گی۔ ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں۔ یعنی تیری یاد سے یہ عہد کرتے ہیں اور اصل عہد تو ہمارا اپنے رب سے ہے اور وہی زندہ حقیقت ہے انسان کی کوئی حقیقت نہیں۔ پس اگر ریزولیوشنز ہوں تو اس عہد کے ساتھ ہوں۔ اور آنے والے کے ساتھ بھی آپ ریزولیوشنز کے ذریعہ اظہار وفاداری کریں۔ وہ اس طرح کہ کہیں

اے آنے والے! ہم اپنے دلوں سے معصیت اور گناہوں کے چراغ بجھاتے ہیں اور تقویٰ کے چراغ روشن کرتے ہیں اور تجھے اس دل میں اترنے کی دعوت دیتے ہیں جس دل میں اللہ کے تقویٰ کی مشعلیں روشن ہو رہی ہیں اور ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیام شریعت کی کوشش میں جو اللہ کے فضل کے سوا حاصل نہیں ہو سکتی، دعائیں کرتے ہوئے ہم تیری مدد کریں گے۔ کیونکہ کوئی ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ ہم ایک وجود کی طرح ایک ایسے وجود کی طرح کہ خلافت اور جماعت الگ الگ نہ رہیں، ایک دھڑکتے ہوئے دل کی طرح، ایک ہاتھ کی طرح اٹھتے اور گرتے ہوئے ایک قدم کی طرح بڑھتے ہوئے ہم تمام نیک کاموں میں تیرے ساتھ تعاون کریں گے اور کوشش کریں گے کہ جگہ جگہ خدا کی عبادت کے معیار بلند ہو جائیں مسجدیں پہلے سے زیادہ آباد نظر آنے لگیں۔ اللہ کی یاد سے دل زیادہ روشن اور پرنور ہو جائیں۔ جھگڑے اور فساد مٹ جائیں اور ان کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ ایک کامل اخوت اور محبت کا وہ نظارہ نظر آئے جو اس دنیا کی جنت کہلا سکتی ہے اور وہ قائم ہونے کے بعد حقیقت میں اگلی دنیا کی جنت کی خوابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ حضرت مسیح موعود کے پیغام کو جاری و ساری رکھیں، زندہ رکھیں۔ جو کمزوریاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ ایسی نیکیاں عطا ہوں کہ ہر روز ہم نئے پھل پانے والے ہوں نیکیوں کے۔ (۔) جب دل ان ریزولیوشنز سے گزریں گے تو ایک پاک تبدیلی پیدا ہوگی۔ ایک نیکی کی لہر دوڑے گی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تجدید بیعت کا مطلب ہی یہی ہے اور یہی اس کی روح اور اس کا فلسفہ ہے۔

(الفضل 22رجون 82ء)

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس کے حالات وخدمات قبل از خلافت

☆ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 15 ستمبر 1950ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم ومحترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔

☆ آپ حضرت مسیح موعود کے پڑپوتے، حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نواسے ہیں۔

☆ میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بی اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے کیا۔

☆1967ء میں ساڑھے سترہ سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت فرمائی۔

☆1976ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی۔

☆31 جنوری 1977ء کو آپ کی شادی مکرمہ سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ بنت محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ مرحومہ ومکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔2 فروری کو دعوت ولیمہ ہوئی۔

☆ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی مکرمہ امتہ الوارث فاتح صاحبہ اہلیہ مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب نوابشاہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب حال متعلم لندن سے نوازا ہے۔

☆1977ء میں وقف کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست 77ء میں غانا روانگی۔

☆ غانا میں 1977ء تا 1985ء تک بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا 2 سال، ایسارچر 4 سال اور پھر 2 سال احمدیہ زرعی فارم ٹمالے شمالی غانا کے مینیجر رہے۔آپ نے غانا میں پہلی بار گندم اگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔

☆ 1985ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور 17 مارچ 1985ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر تقرر ہوا۔

☆18 جون 1994ء کو آپ کا تقرر بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں ہو گیا۔

☆10 دسمبر 1997ء کو ناظر اعلیٰ وامیر مقامی مقرر ہوئے۔اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔

☆ اگست 1998ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔

☆ بحیثیت ناظر اعلیٰ آپ ناظر ضیافت اور ناظر زراعت بھی خدمات بجالاتے رہے۔

☆ 1994ء تا 1997ء چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رہے۔اسی عرصہ میں آپ صدر تزئین ربوہ کمیٹی بھی تھے۔آپ نے گلشن احمد نرسری کی توسیع اور ربوہ کو سرسبز بنانے کیلئے ذاتی کوشش اور نگرانی فرمائی۔

☆1988ء سے 1995ء تک ممبر قضاء بورڈ رہے۔

☆ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں سال 77-76ء میں مہتمم صحت جسمانی، 85-84ء میں مہتمم تجنید، سال 86-85ء تا 89-88ء تک مہتمم مجالس بیرون اور 90-89ء میں نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان رہے۔

☆ انصاراللہ پاکستان میں قائد ذہانت وصحت جسمانی 95ء اور قائد تعلیم القرآن 95 تا 97ء رہے۔

☆1999ء میں ایک مقدمہ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔30۔اپریل کو گرفتار ہوئے اور 10 مئی کو رہا ہوئے۔

☆ 22۔اپریل 2003ء کو لندن وقت کے مطابق 11:40 بجے رات آپ کے بطور خلیفۃ المسیح الخامس ہونے کا اعلان ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً 53 سال ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت ڈالے اور اشاعت دین کے کاموں میں روح القدس کی تائید سے نوازے۔آمین

(مرتبہ: ایم۔ایم۔طاہر)

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

’’قدرتِ ثانیہ‘‘ کی اہمیت و عظمت

چند اہم ارشادات

ترتیب: مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے- جیسا کہ وہ فرماتا ہے- كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ (ترجمہ: خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے-) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے ...... لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے- اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں-

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے...... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا......

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے- سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے- اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں- لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی-‘‘

’’میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے- سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے‘‘

’’اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو- اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے- اگر تم صاف

دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے۔ تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے...... پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنی اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۰۸-۳۰۴)

خدائی تائید و نصرت کے متعلق اپنے یقین کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے۔ کوئی ہیں جو اس کے کاموں میں روک ڈال سکے۔ اس کو ایک قوت اور اقبال دیا جاتا ہے اور ایک غلبہ اور کامیابی اس کی فطرت میں رکھ دی جاتی ہے۔''

(الفضل ۲۵ / مارچ ۱۹۱۴ء)

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں مطمئن ہوں اور ہر شخص جو تم میں سے سچا ایمان رکھتا ہے وہ دیکھے گا بلکہ ابھی تم میں سے اکثر لوگ زندہ ہوں گے کہ تم ان تمام فتنوں کو خس و خاشاک کی طرح اڑتے دیکھو گے اور اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے جمال کی مدد سے سلسلہ احمدیہ ایک مضبوط چٹان پر قائم ہو جائے گا۔''

(الفضل ۴ / جولائی ۱۹۳۷ء)

''پھر میں کہتا ہوں کسی کو خلیفہ ہونے سے فائدہ کیا ہے سوائے اس کے کہ لوگوں کے مصائب اور ان کی اصلاح کے لئے غم کھاتا اور کڑھتا رہے کہ کسی طرح جماعت کا جہاز پار ہو جائے۔

خلافت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ایک مردم کش چیز ہے وہ کسی کے قتل کے لئے ایک نہایت سریع التاثیر آلہ ہے جو مضبوط اور جوان سے جوان آدمی کو تھوڑے عرصہ میں مار دیتا ہے اور یہ ایک آزاد آدمی کو غلام بنا دیتی ہے اور گھن کی طرح اس کو کھا جاتی ہے۔ باقی رہے خدا کے فضل اور احسانات وہ صرف خلافت کے ساتھ وابستہ نہیں۔ بے شک روحانی فضل خلیفہ پر ہی ہوتے ہیں لیکن خدا کے فضلوں میں داخل ہونے کے لئے صرف یہی روحانی دروازہ نہیں......

میرے نزدیک خلافت کی عظیم الشان مشکلات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خلیفہ خلافت سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا وہ مجبور و معذور ہوتا ہے وہ اعتراض کرنے والوں کو عملی جواب نہیں دے سکتا...... خلیفہ ہی وہ شخص ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ بند ہوتے ہیں۔ اس لئے دوسرے کے مکر کے جواب نہیں دے سکتا اس کی زبان بھی بند ہوتی ہے اور کسی شریف انسان کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی کمینگی نہیں ہو سکتی کہ اس شخص پر حملہ کیا جائے جس کی زبان اور ہاتھ بند ہوں......

اگر خلیفہ کو دست بردار ہونے کا اختیار ہوتا تو کئی خلیفے ایسے ہوتے جو معترضوں کو کہہ دیتے کہ لو تم خلافت کو سنبھالو ہم الگ ہوتے ہیں لیکن چونکہ خلیفہ سے یہ اختیار چھین لیا جاتا ہے اس لئے خواہ کیسی حالت ہو وہ خلافت سے دستبردار ہونے کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔''

(الفضل ۲۱ / دسمبر ۱۹۲۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ فرماتے ہیں:۔

''حضرت صاحب کی الوصیت میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر چودہ اشخاص (جو صدر انجمن کے ممبر اور ٹرسٹی تھے۔ ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو۔ اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے۔''

''خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے۔ میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کُرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پروا نہیں کرتا اور نہ کروں گا...... تم معاہدہ کا حق پورا کرو۔ پھر دیکھو کہ کس قدر ترقی

کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو......''

''میں اس...... میں قرآن ہاتھ میں لے کر اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے پیر بننے کی ہرگز خواہش نہیں۔ اور نہ تھی اور قطعاً خواہش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کے منشاء کو کون جان سکتا ہے۔ اس نے جو چاہا کیا۔ تم سب کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا۔ اور اس نے آپ، نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کرتہ پہنا دیا۔ میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔''

''تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو۔ مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔ آدم کو، داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ جو لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ میں موعود ہے۔ اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے۔ اور اپنے مصالح سے بنایا۔ ہاں تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔''

''اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ نہ ہی میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ۔ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسل چلتا چلا جاوے۔ اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ اسی لئے میں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی۔ تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی۔ اور اگر خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو اگلی نسل انصار اللہ کی اعلیٰ ہو گی۔''

''تمہارے متعلق تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تعداد کو اتنا بڑھا دے گا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دوسرے تمام مذاہب ہندو ازم، بدھ مت، عیسائیت اور شنٹوازم وغیرہ کے پیرو تمہارے مقابلہ میں بالکل ادنیٰ اقوام کی طرح رہ جائیں گے۔ یعنی ان کی تعداد تمہارے مقابلہ میں ویسی ہی بے حقیقت ہو گی۔ جیسے آج کل ادنیٰ اقوام کی دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں ہے۔ وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے یقیناً آئے گا۔ لیکن جب آئے گا۔ تو اس ذریعہ سے آئے گا کہ خلافت کو قائم رکھا جائے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اگر تم شکر کرو۔ تو ہم اپنی نعمتوں میں ضرور بالضرور۔ اضافہ کر دیں گے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے انعامات پر شکر کرنا انسان کے لئے اور بہت سے الطاف کا موجب ہو جاتا ہے پس تحدیث نعمت الٰہی کے طور پر میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے ہم پر بہت سے احسان کئے ہیں۔

پچھلے سال بعض نادانوں نے قوم میں فتنہ ڈلوانا چاہا اور اظہار حق نامی اشتہار عام طور پر جماعت میں تقسیم کیا گیا جس میں مجھ پر بھی اعتراضات کئے گئے۔ مصنف ٹریکٹ کا تو یہ منشاء ہو گا کہ اس سے جماعت میں تفرقہ ڈال دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی بندہ نوازی سے مجھے اور جماعت کو اس فتنہ سے بچا لیا۔ اور ایسے رنگ میں مدد اور تائید کی۔ کہ فتنہ ڈلوانے والوں کے سب منصوبے باطل اور تباہ ہو گئے۔ اور جماعت ہر ایک قسم کے صدمہ سے محفوظ رہی۔ جس کا نمونہ اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نظر آ رہا تھا۔ یہ خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت تھی کہ امسال باوجود بہت سے موانع کے اور باوجود اظہار حق جیسے بدظنی پھیلانے والے ٹریکٹوں کی اشاعت کے جلسہ پر لوگ معمول سے زیادہ آئے اور ان کے چہروں سے وہ محبت اور اخلاص ٹپک رہا تھا جو بزبان حال اس بات کی شہادت دے رہا تھا کہ جماعت احمدیہ ہر ایک بد اثر سے محفوظ اور مصئون ہے۔

علاوہ ازیں مختلف جماعتوں نے ایثار کا بھی اس دفعہ وہ نمونہ دکھایا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ثابت ہوتا تھا باوجود اس کے کہ اس سال چندوں کا خاص بوجھ تھا اور صدر انجمن مقروض ہو گئی تھی۔ مختلف جماعتوں نے نہایت

خوشی اور رضاء و رغبت سے وہ سب قرضہ ادا کر دینے کا وعدہ کیا۔ اور بہت سا روپیہ نقد ہی دیا۔ حتیٰ کہ پچھلے تمام سالوں کی نسبت اب کی دفعہ تگنے روپیہ کے وعدے اور وصولی ہوئی جس کی مجموعی تعداد اٹھارہ ہزار کے قریب ہے جو اس قلیل جماعت کی حالت کو دیکھتے ہوئے ایک خاص فضل الٰہی معلوم ہوتا ہے۔

اس جلسہ نے ان لوگوں کے خیالات کو بھی باطل کر دیا۔ جو کہتے تھے کہ نورالدین گھوڑے سے گر گیا ہے جب ایک دفعہ خلافت کے خلاف شور ہوا تھا۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں دکھایا تھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور ایسی جگہ پر جا رہا ہوں جہاں بالکل گھانس پھونس نہیں ہے اور خشک زمین ہے پھر میں نے گھوڑے کو دوڑانا شروع کیا۔ اور گھوڑا ایسا تیز ہو گیا کہ ہاتھوں سے نکلا جا رہا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری رانیں نہ ہلیں اور میں نہایت مضبوطی سے گھوڑے پر بیٹھا رہا۔ دور جا کر گھوڑا ایک سبزہ زار میدان میں داخل ہو گیا۔ جس میں قریباً نصف نصف گز سبزہ اگا ہوا تھا۔ اس میدان میں جہاں تک نظر جاتی تھی۔ سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا۔ گھوڑے نے تیزی کے ساتھ اس میدان میں بھی دوڑنا شروع کیا۔ جب میں درمیان میں پہنچا تو میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اس خواب سے سمجھا کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ خلافت کے گھوڑے سے گر جائے گا جھوٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ مجھے اس پر قائم رکھے گا بلکہ کامیابی عطاء فرمائے گا۔ سو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے میری اس خواب کو بھی پورا کیا۔ اور اس سال کے جلسہ نے اس کی صداقت بھی ظاہر کر دی کہ باوجود لوگوں کی کوششوں اور مخالفتوں کے اور باوجود گمنام ٹریکٹوں کی اشاعت کے اس نے میری تائید پر تائید کی اور جماعت کے دلوں میں روز بروز اخلاص اور محبت کو بڑھایا اور ان کے دل کھینچ کر میری طرف متوجہ کروئے اور انہیں اطاعت کی توفیق دی اور فتنہ پردازوں کی حیلہ سازیوں کے اثر سے بچائے رکھا۔

اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک عام اعلان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں اور اس کی نعمت کا اظہار کروں تا باقی جماعت بھی اس شکر میں میرے ساتھ شامل ہو اور اس ادائے شکر کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ ہماری بیش از بیش مدد فرمائے اور اپنے وعدہ کے مطابق کہ لئن شکرتم لا زیدنکم۔ اگر تم میرا شکر کرو۔ تو میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بھی تم پر اپنے خاص فضل نازل کروں گا ہمارے اس ادائے شکر پر جو سب جماعت کی طرف سے ہو اپنی خاص نعمتیں ہم پر نازل فرمائے۔ آمین۔ نیز مغرب میں جس قدر تحریک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ہو رہی ہے۔ وہ بھی کسی کم شکریہ کی موجب نہیں۔ اس لئے خاکسار اس کا بھی شکریہ کرتا ہے۔

ایک چاند کے بعد دوسرا چاند

بلاشبہ تاریخ احمدیت کا یہ ایک زریں اور بڑا معرکۃ الآراء دور تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے شدید مشکلات اور مخالفتوں کے علی الرغم خلافت کی مقدس امانت کی اس شان سے حفاظت فرمائی کہ اُفقِ احمدیت پر خلافت کا ایک چاند غروب ہوا تو ایک اور چاند طلوع ہوا۔ اسی طرح روشن اور چمکتا ہوا ماحول کو نُورِ آسمانی سے جگمگاتا ہوا۔ مخالفین بڑے کرب اور تکلیف کے ساتھ حسد کی آگ میں جلتے اور کسمساتے ہوئے اسے بلند سے بلند تر ہوتا ہوا دیکھتے رہے لیکن کوئی نہ تھا جو اس کا کچھ بگاڑ سکے۔ خلافت احمدیہ مستحکم اور متمکن ہو چکی تھی اور مومنوں کی جماعت کو اپنے سایہ عاطفت میں لئے ہوئے بلند تر منازل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب...... اس موقع پر بڑے دلنشین انداز میں احمدیت کے ایک رخصت ہوتے ہوئے خلیفہ کو الوداع اور ایک قدم رنجہ فرماتے ہوئے خلیفہ کو خوش آمدید کہتے ہیں:

''اے جانے والے تجھے تیرا پاک عہدِ خلافت مبارک ہو کہ تو نے اپنے امام و مطاع مسیح کی امانت کو خوب نبھایا اور خلافت کی بنیادوں کو ایسی آہنی سلاخوں سے باندھ دیا کہ پھر کوئی طاقت اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ جا! اور اپنے آقا کے ہاتھوں سے مبارک باد کا تحفہ لے اور رضوانِ یار کا ہار پہن کر جنت میں ابدی بسیرا کر۔ اور اے آنے والے! تجھے بھی مبارک ہو کہ تو نے سیاہ بادلوں کے دل ہلا دینے والی گرجوں میں مسند خلافت پر قدم رکھا اور قدم رکھتے ہی رحمت کی بارشیں برسا دیں۔ تو ہزاروں کانپتے ہوئے دلوں میں سے ہو کر تختِ امامت کی طرف آیا اور پھر ایک ہاتھ کی جنبش سے ان تھراتے ہوئے سینوں کو سکینت بخش دی۔ آ! اور ایک شکور جماعت کی ہزاروں دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ اُن کی سرداری کے تاج کو قبول کر۔ تُو ہمارے پہلو سے اُٹھا ہے۔ مگر بہت دُور سے آیا ہے۔ آ! اور ایک قریب رہنے والے کی محبت اور دور سے آنے والے کے اکرام کا نظارہ دیکھ۔''

(سوانحِ فضلِ عمر جلد اوّل صفحہ ۳۵۸)

☆☆☆☆☆

کرب کے لمحات

صاحبزادی امۃ القدوس

میں کرب کے کیسے مرحلوں سے گزر رہی ہوں یہ کون جانے
جو چاند ڈوبا، ہوا اندھیرا
تو ظلمتوں کے پیامبر بھی لپک کے آئے
وہ چاہتے تھے کہ چاند نگری کے باسیوں کو بھی
ظلمتوں کے سپرد کر دیں
مگر یکا یک چھٹا اندھیرا
افق پہ کرنیں ہوئیں ہویدا
وہ خوف اور وسوسے مٹے
جو ہوئے تھے پیدا
عجیب سا وقت آ گیا تھا
عجب دوراہے پہ زندگی تھی
نئی رتوں کی تھی چاہ دل میں
گئی رتوں کا خیال بھی تھا
جہاں جدائی کا کرب گہرا
وہیں پہ شوق وصال بھی تھا
عجب دوراہے پہ زندگی تھی
خوشی بھی دل کو ملال بھی تھا
عجیب سا وقت آ گیا تھا
عجیب حالت تھی اہل دل کی
میں کرب کے کیسے مرحلوں سے گزر رہی ہوں یہ کون جانے
وہ ایک لمحہ نہ عمر بھر میں کبھی فراموش کر سکوں گی

وہ چاند کے ڈوبنے کا لمحہ
فروغ تیرہ شبی کا لمحہ
وہ چیختی زندگی کا لمحہ
وہ ڈوبتی روشنی کا لمحہ
وہ ذہن کی بے حسی کا لمحہ
لہو کی یخ بستگی کا لمحہ
وہ نفس کی سرکشی کا لمحہ
انا کی بے رہروی کا لمحہ
وہ کور چشمی کا کم نگاہی کا
فہم کی کج روی کا لمحہ
شعور کی بے خودی کا لمحہ
وہ لغزش آ گہی کا لمحہ
وہ کرب کا ابتلا کا لمحہ
وہ خوف کا بے بسی کا لمحہ
وہ کس مپرسی کا بے کسی کا لمحہ
تھکن کا درماندگی کا لمحہ
بشر کی بے مائیگی کا لمحہ
ہماری بے چارگی کا لمحہ
سکوت ساقی گری کا لمحہ
وہ پیاس کا تشنگی کا لمحہ
وہ ایک لمحہ تو زندگی پہ محیط سا ہو کے رہ گیا ہے

مردِ خدا کے وصال پر

عبدالسلام جمیل

میں کیا کہوں میں کیا لکھوں
میرے چارہ گر میرے راہنما
یہ وقت تیرے وصال کا
ہے بڑا کٹھن بہت کڑا
سب شگوفے حرف ولفظ کے
سرنگوں ہیں ہوئے ہوئے
گویا میدانِ حشر میں
گنہگار ہوں کھڑے ہوئے
کہاں سے لاؤں وہ لفظ میں
جو بیاں کرے میرے کرب کو
جو سمیٹ لے میرے درد کو
اک تیرگی سی محیط ہے
میرے ذہن پر چار سو
کہیں ظلمتوں میں ہے کھوگئی
میری ہر خوشی میری آرزو

تیرے رحلتِ پُر ملال پر
مجھے یوں لگا میرے راہبرا
میری منزلیں ہوئیں بے نشاں
میرے راستے ہیں دھواں دھواں
بیٹھا ہوں ایسی ناؤ میں
جو بہہ رہی ہے بے سمت
جو کھو چکی ہے بادباں

خوف کے دن گزر گئے
خدا کے حضور دعاؤں میں
اُسی نے پھر اذن دیا
اپنی کہی ہوئی بات کو
سیاہ رات ٹل گئی
خورشید نیا طلوع ہوا

میرے چارہ گر میرے راہنما
تیری روح کو یہ نوید ہو
جو تیری نظر میں تھا منتخب
خدا کو بھی ہے عزیز تر
ہے پسر مرزا منصور کا
وہ چاند چہرہ مسرور سا
گویا نیکیوں میں دُھلا ہوا
تیرے مسیح کی اس ناؤ کا
اب بن گیا ہے ناخدا

خندہ زن نہ ہوں عدو
مردِ خدا کے وصال پر
وہ جو روشنی کا باب تھا
وہ جو دینِ حق کا چراغ تھا
نہیں ہے بند، نہیں بجھا
ہم کروڑوں شمعیں اُٹھائے ہوئے
اُسی راستے پہ ہیں گامزن